٦ جُمادی الاخریٰ ١٤٤٧ھ / 28 نومبر 2025ء

نکاح سے متعلق اسلامی تعلیمات

(دوسرا حصہ)

مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان مرکزی دفتر جامعہ نظامیہ رضویہ
اندرون لوہاری گیٹ لاہور

گزشتہ خطبات حاصل کرنے کے لیے ویب سائٹ ملاحظہ کریں: khutbatenizamiacom/یا QR code سکین کریں:

042-37374429 0315-7374429 munpk7374429@gmail.com

مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان Join our channel
مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان Follow our Acount
JAMIA NIZAMIA RIZVIA Like our Page
JAMIA NIZAMIA RIZVIA Like our Page
JAMIA NIZAMIA RIZVIA Subscribe our channel

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ، أَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

وَاللّٰہُ جَعَلَ لَکُمۡ مِّنۡ اَنۡفُسِکُمۡ اَزۡوَاجًا وَّجَعَلَ لَکُمۡ مِّنۡ اَزۡوَاجِکُمۡ بَنِیۡنَ وَحَفَدَۃً وَّرَزَقَکُمۡ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ۔ [النحل16:72]

دَورِ جاہلیت میں کفار کی سوچ یہ تھی کہ زندگی موج مستی کے لیے ہے، دُنیا میں جو مزے اُڑانے ہیں اُڑالو! ہمیں کون سا پوچھا جائے گا کہ کیا اچھا کیا تھا اور کیا بُرا کیا تھا! اِس باطل سوچ کی بنیاد یہ تھی کہ وہ لوگ مرنے کے بعد اُٹھنے اور بارگاہِ اِلٰہی میں حاضر ہونے کا عقیدہ نہیں رکھتے تھے، وہ فقط دُنیاوی زندگی کے قائل تھے۔ چنانچہ وہ شُترِ بے مُہار کی طرح رہتے اور خود کو کسی ضابطے کا پابند نہیں سمجھتے تھے۔

اسلام نے اپنے ماننے والوں کو یہ حسین سوچ عطا فرمائی کہ تمہاری پیدائش بے مقصد نہیں..... تمھیں فقط زندگی سے لطف اندوز ہونے کے لیے پیدا نہیں کیا گیا اور نہ ہی تم بے لگام ہو کہ جو چاہو کرتے پھرو... بلکہ ربِّ کریم نے ایک پاکیزہ و روشن شریعت عطا فرما کر تمہارا امتحان رکھا ہے کہ تم اُس شریعت کے پابند بن کر اللہ تعالیٰ کو راضی کرتے ہو یا دین کی خلاف ورزی کر کے اُسے ناراض کرتے ہو۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: اَفَحَسِبۡتُمۡ اَنَّمَا خَلَقۡنٰکُمۡ عَبَثًا وَّاَنَّکُمۡ اِلَیۡنَا لَا تُرۡجَعُوۡنَ۔ "کیا تم نے یہ گمان کر لیا کہ ہم نے تمہیں بے مقصد پیدا فرمایا اور تم ہماری بارگاہ میں پیش نہیں کیے جاؤ گے؟" [المؤمنون23:115]

بحمد اللہ تعالیٰ ہمارا عقیدہ تو یہی ہے کہ ہم نے مرنا ہے اور ایک روز احکم الحاکمین جَلَّ مَجْدُہٗ کے دربار میں جواب دہ ہونا ہے، مگر اپنے رسم و رِواج اور معمولات کا جائزہ لیں تو سَر شرم سے جھک جاتا ہے اور ایسا لگتا ہے کہ ہم خود کو آزاد سمجھتے ہیں؛ کہ جو چاہیں کریں۔

ربِّ کریم نے ڈانٹ کے طور پر فرمایا: اَیَحۡسَبُ الۡاِنۡسَانُ اَنۡ یُّتۡرَکَ سُدًی۔ "کیا انسان گمان کرتا ہے کہ اُسے شُترِ بے مُہار / آزاد چھوڑ دیا جائے گا (اُس پر احکام کی پابندی اور حساب و کتاب وغیرہ نہیں ہو گا)؟" [القیٰمۃ75:36]

یہ بات بھی ذہن نشین ہونی چاہیے کہ شریعتِ مطہرہ کی پابندی کسی ایک معاملے میں نہیں، بلکہ زندگی کے ہر مرحلے میں لازم ہے۔ نکاح بھی حیاتِ انسانی کا اہم موڑ ہے، جس کے حوالے سے عمومی طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ یہ فقط ایک فطری تقاضے کی تکمیل اور جنسی تسکین کے لیے ہے... لوگوں کی ایک بڑی تعداد اِس سے متعلقہ اُمور میں دینی تعلیمات کا لحاظ نہیں کرتی، حالانکہ شریعت نے رشتے کی تلاش سے لے کر اُمورِ زوجیت کی ادائیگی تک... ہر پہلو پر تفصیل سے ہماری راہ نمائی فرمائی ہے۔

اگر شادی دین کے مطابق ہو تو بلاشبہ یہ "خانہ آبادی" کا ذریعہ بنتی ہے، ورنہ معاشرے میں اِس کے ذریعے ہونے والی "بربادی" کے مَظاہِر ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔

گزشتہ خطبۂ جمعہ میں نکاح سے متعلق کچھ اسلامی تعلیمات کا تذکرہ ہوا تھا، آج بھی اِسی سلسلہ کو آگے بڑھایا جائے گا، ان شاء اللہ۔

رشتے کی تلاش

شادی کا ایک ابتدائی اور اہم مرحلہ رشتے کی تلاش ہے۔ رشتہ ڈھونڈنے میں لوگوں کے معیارات مختلف ہوتے ہیں.. بعض افراد رشتہ داروں میں نکاح کو پسند کرتے ہیں اور کچھ اجنبی خاندان کو ترجیح دیتے ہیں، کسی کی نظر تعلیم یافتہ گھرانے پر ہوتی ہے تو کوئی مال دار فیملی کو فوقیت دیتا ہے، یوں ہی کوئی حُسن پر فریفتہ ہوتا ہے تو کوئی منصب کے پیچھے بھاگتا ہے۔ اسلام ہمیں تربیت عطا کرتا ہے کہ رشتے کی تلاش میں کیا ترجیحات ہونی چاہییں! مگر افسوس کہ ہم نہ اِس بارے میں علم حاصل کرتے ہیں اور نہ ہی دینی تقاضوں کا لحاظ کرتے ہیں۔

ارشادِ نبوی: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ لِأَرْبَعٍ: لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَلِجَمَالِهَا وَلِدِينِهَا، فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّينِ! تَرِبَتْ يَدَاكَ۔ یعنی "عورت کے ساتھ نکاح چار اوصاف کی وجہ سے کیا جاتا ہے: اُس کے مال کے سبب، اُس کے خاندان کی وجہ سے، اُس کے حُسن وجمال کے پیشِ نظر اور اُس کے دین کی خاطر... تم دین والی کے ساتھ نکاح کر کے کامیاب ہو جاؤ! ورنہ پریشانی اُٹھاؤ گے۔" (صحیح مسلم، حدیث:1466۔ صحیح بخاری، حدیث:5090)

منقول ہے: جو کسی عورت کے ساتھ فقط مال کے لالچ میں شادی کرے اُس کا فقر بڑھ جائے گا، جس کے پیشِ نظر صرف یہ بات ہو کہ خاتون کا تعلق بڑے خاندان سے ہے وہ مزید ذلیل ہو گا... جب کہ نگاہوں کی حفاظت و پاک دامنی اور صلہ رحمی کی خاطر نکاح کرنے والے کو اللہ تعالیٰ رحمت و برکت عطا فرماتا ہے۔ (المعجم الاوسط، ج:3، ص:21، رقم:2342۔ المقاصد الحسنہ، رقم:1097)

تربیتِ فاروقی: امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک خاتون کے پاس سے گزرے جو مکہ مکرّمہ کے سُوْقُ اللَّيْل (بازار) میں دُودھ بیچ رہی تھی، آپ نے اُسے فرمایا: يَا عَجُوْزُ! لَا تَغُشِّي الْمُسْلِمِيْنَ وَزُوَّارَ بَيْتِ اللهِ وَلَا تَشُوْبِي اللَّبَنَ بِالْمَاءِ۔ بی بی! مسلمانوں اور بیت اللہ کے زائرین کو دھوکا نہ دیا کرو! دودھ میں پانی کی ملاوٹ نہ کیا کرو! اُس نے کہا: امیر المؤمنین! ٹھیک ہے۔ کچھ عرصہ بعد آپ رضی اللہ عنہ کا دوبارہ اُس کے پاس سے گزر ہوا تو آپ نے اِس حرکت پر دوسری بار تنبیہ فرمائی۔ وہ کہنے لگی: مَیں نے تو کوئی ملاوٹ نہیں کی۔ خیمہ میں پردہ نشین اُس کی بیٹی کہنے لگی: يَا أُمَّهْ! أَغِشَّا وَ كِذْبًا جَمَعْتِ عَلٰى نَفْسِكِ؟ یعنی امی جی! آپ دھوکا بھی دے رہی ہیں اور جھوٹ بھی بول رہی ہیں، یوں دو گناہوں کو جمع کر رہی ہیں؟ اُس بچی کا سچ بولنا اور اللہ تعالیٰ سے ڈرنا سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پسند آیا۔

آپ نے بعد میں اپنے شہزادوں سے فرمایا: أَيُّكُمْ يَتَزَوَّجُ هٰذِهِ؟ فَلَعَلَّ اللهَ يُخْرِجُ مِنْهَا نَسَمَةً طَيِّبَةً مِثْلَهَا۔ یعنی تم میں سے کون اِس سے شادی کرنا چاہتا ہے؟ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اِس سے ایسی اولاد عطا کرے گا جو اِس کی طرح پاکیزہ کردار والی ہو گی۔ آپ کے شہزادے سیدنا عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس سے شادی کر لی۔ اِسی خاتون سے اُمّ عاصم بنت عاصم بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ولادت ہوئی، جن کی گود میں اللہ تعالیٰ نے خلیفۂ عادل سیدنا عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیدا فرمایا۔

(تاریخ دمشق، ج:70، ص:252۔ وفیات الأعیان، ج:6، ص:302، دار صادر)

سب سے زیادہ برکت والا نکاح

ربّ تعالیٰ کی طرف سے کسی چیز میں جو خیر و بھلائی عطا ہوتی ہے اُسے ”برکت“ کہا جاتا ہے۔[1] یہ حقیقت ہے کہ نکاح ہو یا کوئی اور معاملہ... اگر اُس میں برکت ہے تو بہت کچھ ہے اور برکت نہیں تو کچھ بھی نہیں؛ کیونکہ بہت مرتبہ کسی چیز کی مقدار زیادہ ہوتی ہے، مگر اُس سے بندے کو نفع نصیب نہیں ہوتا، یہ کثرت ہے، مگر برکت نہیں ہے... اِس کے برعکس بعض اوقات شے کی مقدار کم ہوتی ہے، مگر باری تعالیٰ اُس سے کثیر فائدہ عطا کرتا ہے، اِسے برکت کہا جاتا ہے۔

نکاح کی مبارَک باد دی جاتی ہے، گویا نکاح کرنے والے کو کہا جاتا ہے: اللہ تعالیٰ تجھے برکت سے نوازے اور نکاح کو تیرے لیے نفع بخش بنائے!

نکاح میں برکت کیسے ہوگی؟ اِس حوالے سے سرکارِ دوعالَم ﷺ کا ارشادِ گرامی راہ نمائی فرماتا ہے۔

ارشادِ نبوی: اُمّ المؤمنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ سرورِ کون ومکاں ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ أَعْظَمَ النِّكَاحِ بَرَكَةً أَيْسَرُهُ مَؤُونَةً۔[2] ”سب سے بڑی برکت والا نکاح وہ ہے جس کا بوجھ سب سے کم ہو۔“

(مسند احمد، حدیث:24529۔ شعب الایمان، ج:5، ص:254، حدیث:6566)

نبیِ کریم ﷺ نے ایک جملہ ارشاد فرمایا ”جس میں بوجھ سب سے کم ہو“ اور اِس میں بہت کچھ بیان فرمادیا:

1) حق مہر بہت زیادہ نہ ہو، جیسا کہ ہمارے ہاں اپنی بڑائی دکھانے کے لیے بہت بھاری مقدار میں مہر مقرر کیا جاتا ہے۔ یاد رہے کہ حق مہر کم از کم دس درہم (30.618 گرام چاندی) ہے، اگر رقم وغیرہ دینی ہو تو ضروری ہے کہ وہ دس درہم کی قیمت سے کم نہ ہو۔ نبیِ کریم ﷺ نے زیادہ تر ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کو 500 درہم (1530.9 گرام چاندی) مہر عطا فرمایا تھا۔

2) فضول خرچی نہ ہو، جس سے کسی فریق کو تکلف کرنا پڑے یا قرض لینے کی نَوبت آجائے.. جیسا کہ ہمارے ہاں مقابلے بازی کی صورت بنی ہوئی ہے۔ بے جا رسموں کی خاطر اتنے بھاری اخراجات کیے جاتے ہیں کہ بعض اوقات عمر بھر کی پونجی خرچ ہو جاتی ہے۔

3) بہت زیادہ جہیز نہ ہو۔ لڑکی والے خوشی سے کچھ جہیز دیں تو حرج نہیں، مگر اِس وقت جہیز کی جو صورتِ حال ہے اُس سے اللہ کی پناہ!

4) سخت شرائط نہ رکھی جائیں، بلکہ اللہ تعالیٰ پر توکُّل کرتے ہوئے گھر آباد کیا جائے۔ (ملخّص از مرآۃ المناجیح، زیرِ حدیث:3097)

حدیثِ مبارک کو پیشِ نظر رکھیں تو سمجھ آجائے گی کہ ہماری شادیوں میں بے برکتی کیوں بڑھ رہی ہے۔

---

[1] امام راغب اصفہانی نے لکھا: وَالْبَرَكَةُ: ثُبُوتُ الْخَيْرِ الْإِلٰهِيِّ فِي الشَّيْءِ۔ (المفردات فی غریب القرآن، ونقله عنه كثير من العلماء فی كتبهم)

[2] لِلْحَدِيْثِ شَوَاهِدُ، مِنْهَا: مَا رَوَاهُ الْحَاكِمُ بِإِسْنَادٍ صَحِيْحٍ: أَعْظَمُ النِّسَاءِ بَرَكَةً أَيْسَرُهُنَّ صَدَاقًا۔ (المستدرك 194/2، رقم: 2732)

شادی کی رسومات

جب کوئی چیز معاشرے میں رائج وعام ہو جاتی ہے تو لوگ اُس پر عمل کو ضروری سمجھنے لگتے ہیں۔ یہی صورتِ حال نکاح کی بھی ہے۔ شادی بیاہ میں کئی ایسے کام رائج ہیں جن سے متعلق ہم خود بھی بخوبی سمجھتے ہیں کہ یہ فضول و بے مقصد، بلکہ اسلامی تعلیمات کے سخت خلاف ہیں، مگر وہ سب کچھ کرتے ہیں؛ صرف اِس لیے کہ اُن کا رِواج ہے۔

قرآن وسنّت میں تربیت فرمائی گئی ہے کہ مسلمان کو رسم ورِواج کی نہیں، شریعتِ مطہرہ کی پیروی کرنی چاہیے۔ جو رِیت شریعت کے خلاف نہ ہو اُسے پورا کرنے میں حرج نہیں اور اُسے حرام قرار دینا شریعت پر افترا ہے.. تاہم جو طَور طریقہ شریعت کے خلاف ہو اُسے پورا کرنے کی ہرگز اجازت نہیں۔

ارشادِ نبوی: رسول اللہ ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع کے عالَم گیر پیغام میں یہ کلمات بھی ارشاد فرمائے: أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مِّنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ تَحْتَ قَدَمَيَّ مَوْضُوْعٌ۔[1] یعنی "سن لو! جاہلیت کی ہر چیز کو مَیں اپنے پاؤں کے نیچے رَوند / کُچل کر باطل وناقابلِ عمل قرار دے رہا ہوں۔" (صحیح مسلم، حدیث:1218)

شادی کی رسموں کا حکم: شادی کے حوالے سے رائج رُسوم ورِواجات کو ایک ایک کر کے ذکر کرنا تو مشکل ہے، چند اُصول ذہن نشین کر لیے جائیں تو بات آسان ہو جائے گی:

1) فحاشی وبے حیائی حرام ہے؛ لہٰذا کسی بھی ایسی رسم کی اجازت نہیں ہو سکتی جو حیا کے تقاضوں کو پامال کرے۔

2) بدنگاہی جہنم میں لے جانے والا کام ہے اور نکاح کا مقصد نگاہوں کو محفوظ کرنا ہے۔ اگر تقریبِ نکاح کا انداز ایسا ہو کہ نگاہوں کے تقدُّس کا جنازہ نکل جائے تو اِس کی شریعت میں کوئی گنجائش نہیں۔

3) قرآنِ حکیم نے اِسراف / فضول خرچی کو شیطانی کام قرار دیا ہے۔ ناجائز کاموں میں پیسہ اُڑانا یا بے فائدہ کاموں پر رقم خرچ کرنا بھی اِسراف وفضول خرچی ہے اور یہ نکاح سمیت کسی بھی موقع پر جائز نہیں۔

4) تکبُّر، فخر اور رِیاکاری اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہیں۔ چنانچہ نکاح ہو یا کوئی اور موقع.. ایسے کاموں کی اجازت نہیں ہو سکتی جن کا مقصد فقط اپنی بڑائی ظاہر کرنا یا دوسروں کو نیچا دکھانا ہو۔

5) بلاوجہ کسی مسلمان کا دل دُکھانا اور اُسے ستانا دونوں جہان میں تباہی کا ذریعہ بنتا ہے، چاہے زبان کے ذریعے تکلیف دی جائے یا عمل کے ذریعے۔ اِس کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ دوسرے فریق سے ایسے مطالبات کیے جائیں جنھیں پورا کرنا اُس کے بس میں نہ ہو۔

---

[1] أَيْ كَالشَّيْءِ الْمَوْضُوْعِ تَحْتَ الْقَدَمِ وَهُوَ مَجَازٌ عَنْ إِبْطَالِهِ۔ (مرقاۃ المفاتیح، تحت الحدیث:2555)

بہترین شوہر

شادی کے بعد انسان کی ذمہ داریوں میں اِضافہ ہو جاتا ہے۔ اب وہ اہلیہ اور بچوں کے حقوق پورے کرنے کا بھی پابند ہوتا ہے۔ قرآن و سنت سے تربیت ملتی ہے کہ نکاح کرنے والے کو بہترین شوہر بننا چاہیے... حُسنِ سلوک، خوش اخلاقی اور بُردباری سے خانگی نظام کو چلانا چاہیے۔ یوں گھر کا ماحول بھی خوشگوار رہے گا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے اجر و اِنعام بھی نصیب ہو گا۔

ارشادِ ربّانی: ربِّ کریم نے ارشاد فرمایا: وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۠ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۔ یعنی "دستورِ شریعت کے مطابق عورتوں کے بھی ایسے ہی حقوق ہیں جیسے مَردوں کے اُن پر ہیں... اور مَردوں کو اُن پر فضیلت حاصل ہے... اور اللہ بہت غالب، بڑی حکمت والا ہے۔" [البقرۃ2:228]

یہ آیتِ کریمہ معاشرے میں پائے جانے والے دو طرح کے غلط تصوُّرات کی نفی کرتی ہے:

i. دین سے بیزار قسم کے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ خواتین کو برابر کے حقوق حاصل ہیں اور شوہر کی بیوی پر کوئی برتری نہیں ہے۔

ii. دوسری طرف دینی تقاضوں سے ناواقف بعض افراد کا خیال ہوتا ہے کہ شوہر گھر کا بے لگام سربراہ ہے اور بیوی کی حیثیت صرف اور صرف خدمت گزار کی ہے... یہ لوگ اہلیہ کی عزت، اُس کے حقوق اور اُس کے ساتھ محبّت و شفقت سے غافل ہوتے ہیں۔

مذکورہ آیتِ کریمہ میں ربِّ ذوالجلال نے واضح فرمادیا کہ:

1) جس طرح شوہروں کے حقوق ہیں، یوں ہی بیویوں کے بھی حقوق ہیں۔ اہلیہ محض خدمت گزار نہیں، بلکہ گھر کا ایک معزز فرد ہے۔

2) شوہر و بیوی کے حقوق اور درجہ برابر نہیں، بلکہ شوہر گھر کا سربراہ ہے اور اُس کے حقوق بہت زیادہ ہیں۔

بلاشبہ اگر یہ دونوں باتیں سمجھ آجائیں اور خانگی معاملات میں اِن کا لحاظ کیا جائے تو گھروں کا ماحول جنّت نظیر ہو جائے اور لڑائیوں کی نَوبت ہی نہ آئے۔ یہ باتیں ہمیں خود بھی سمجھنی چاہییں اور اپنے گھر کی بچیوں (بیٹیوں / بہنوں) کو بھی سمجھانی چاہییں۔

فرمانِ مصطفوی: اُمّ المؤمنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ نے فرمایا: خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي ۔۔۔ یعنی "اپنے گھر والوں کے ساتھ حُسنِ سلوک کرنے والا بہترین افراد میں سے ہے اور مَیں اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ تم سے زیادہ بھلائی کرنے والا ہوں۔" (جامع ترمذی، حدیث: 3895، صحیح)

حدیثِ پاک میں سرورِ عالم ﷺ نے مَردوں کو اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ حُسنِ سلوک کا حکم بھی دیا اور اُس کا شوق دلانے کے لیے یہ بھی فرمایا کہ اِس پر سب سے زیادہ عمل کرنے والا مَیں خود ہوں..... یہ اپنی دَولت یا منصب وغیرہ کے غُرور میں مبتلا افراد کے لیے تنبیہ ہے کہ جب مخلوق میں سب سے اُونچی شان والی ہستی کی خانگی سیرت ایسی حسین ہے تو دوسروں کو بھی ایسا ہی کرنا چاہیے۔

بہترین شوہر کون ہے؟ ذکر کردہ حدیثِ مبارک کے مطابق "بہترین شوہر کامل ایمان والے افراد میں سے ہے"۔اب یہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ بہترین شوہر کون ہے؟ ظاہر ہے کہ بہترین شوہر وہی ہے جو دینی تقاضوں کے مطابق اپنی ذمہ داریاں نبھائے۔ شوہر سے متعلق اسلامی تعلیمات کا خلاصہ یہ ہے کہ:

1) اہلیہ کے کھانے پینے، لباس اور رہائش کے اخراجات شوہر پر لازم ہیں اور اُسے خوش اُسلوبی کے ساتھ اِنھیں پورا کرنا چاہیے۔
2) اہلیہ کو اچھی باتیں سکھانا اور اُنھیں اپنانے کی تاکید کرنا، پردے اور حیا کا حکم دینا... نیز بُری باتوں سے روکنا شوہر کی ذمہ داری ہے۔
3) حُسنِ معاشرت، یعنی کھلانے پلانے، بات چیت اور اُمورِ زوجیت میں بہتر طریقے سے زندگی گزارنا شوہر کے فرائض میں سے ہے۔
4) جائز طریقے سے بیوی کی دل جوئی کرنا اور اُس کا حوصلہ بڑھانا بھی شوہر پر بیوی کے حقوق میں سے ہے۔
5) جو باتیں شریعت کے خلاف نہیں، اُن میں اگر بیوی کی کسی بات سے اذیّت ہو تو اُسے برداشت کر لینا / صبر کرنا خوش اخلاقی کی نشانی اور محبوبانِ خدا کی سنت ہے، اگرچہ یہ بیوی کا حق نہیں۔[1]
6) بلاوجہ کسی بھی مسلمان کی دل آزاری، یعنی شرعی وجہ کے بغیر اُس کا دل دُکھانا حرام ہے... اہلیہ کا حق تو عام مسلمانوں سے زیادہ ہے۔
7) کسی بھی بندے پر ظلم کرنا جہنم میں لے جانے والا کام ہے، خواہ وہ بیوی ہو یا کوئی اور۔

مثالی بیوی

دینِ متین جس طرح شوہر کو حکم دیتا ہے کہ وہ "بہترین شوہر" بن کر رہے، یوں ہی بیوی کی تربیت فرماتا ہے کہ وہ "مثالی بیوی" بن کر زندگی گزارے۔

اچھی بیوی کی دُنیاوی زندگی تو کامیاب ہوتی ہی ہے.... اِس کے ساتھ ساتھ ربِّ کریم کی طرف سے اُس کے لیے آخرت میں بھی بے حساب اِنعامات ہیں۔ سچی بات یہ ہے کہ اگر اِس حوالے سے نبیِ کریم ﷺ کی احادیثِ کریمہ اپنی بچیوں کے دلوں میں نقش کر دیں تو اُس کے نتائج ہماری سوچ سے بھی زیادہ خوش کُن ہوں۔

اُمّ المؤمنین سیّدتُنا اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے امام الانبیا ﷺ کا ارشادِ گرامی روایت کیا: أَيُّمَا امْرَأَةٍ مَاتَتْ وَزَوْجُهَا[2] عَنْهَا رَاضٍ دَخَلَتِ الْجَنَّةَ۔[3] یعنی "جس عورت کی وفات اِس حال میں ہوئی کہ اُس کا (دینی تقاضوں کو سمجھنے اور اُنھیں پورا کرنے والا) شوہر اُس سے خوش تھا اللہ تعالیٰ اُسے (بلاعذاب) جنت عطا فرمائے گا۔" (سننِ ابن ماجہ، حدیث: 1854۔ جامع ترمذی: 1161، قال الارنؤوط: حسن لغیرہ)

---

[1] دیکھیے فتاوٰی رضویہ، ج:24، ص:371، مسئلہ:146، مطبوعہ: رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ

[2] (وَزَوْجُهَا) أَيْ: اَلْعَالِمُ الْمُتَّقِي۔ (مرقاۃ المفاتیح، تحت الحدیث: 3256)

[3] (دَخَلَتِ الْجَنَّةَ) أَيْ: مَعَ الْفَائِزِينَ السَّابِقِينَ۔ (فیض القدیر شرح الجامع الصغیر، تحت الحدیث: 2945)

سیدنا عبد الرحمان بن عوف اور سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ خاتم النبیین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: إِذَا صَلَّتِ الْمَرْأَةُ خَمْسَهَا وَصَامَتْ شَهْرَهَا وَحَفِظَتْ فَرْجَهَا وَأَطَاعَتْ زَوْجَهَا قِيلَ لَهَا: ادْخُلِي الْجَنَّةَ مِنْ أَيِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ شِئْتِ۔

یعنی "جو خاتون نمازِ پنجگانہ ادا کرے، رمضان المبارک کے روزے رکھے، پاک دامن رہے اور (جائز باتوں میں) اپنے شوہر کی اطاعت و فرماں برداری کرے اُسے کہا جائے گا: (تیرے لیے جنّت کے تمام دروازے کھلے ہیں) جس دروازے سے چاہے جنّت میں داخل ہو جا!"

(مسند احمد، حدیث: 1661۔ المعجم الاوسط، حدیث: 8805۔ مسند البزار، حدیث: 7480، حسن لغیرہٖ)

مثالی بیوی کے اوصاف:

مثالی بیوی بننے کے لیے خاتون کو چند شرعی تقاضے پیشِ نظر رکھنے چاہییں:

1) بیوی پر لازم ہے کہ شوہر کو اپنا حاکم اور گھر کا سربراہ جانے.... یہ تصوُّر بھی نہ کرے کہ میرا درجہ یا میرے حقوق شوہر کے برابر ہیں۔ شوہر کے حق کا اندازہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روایت کردہ ارشادِ نبوی سے لگائیے: لَوْ كُنْتُ آمِرًا أَحَدًا أَنْ يَسْجُدَ لِأَحَدٍ لَأَمَرْتُ الْمَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا۔ یعنی "اگر مَیں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کے لیے (بطورِ تعظیم) سجدہ کرنے کی اجازت دیتا تو ضرور بیوی کو حکم دیتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔" (جامع ترمذی، حدیث: 1159، صحیح لغیرہٖ)

2) جب شوہر حاکم ہے تو بیوی کو اُس کی ہر وہ بات ماننی چاہیے جو شرعی تقاضوں کے خلاف نہ ہو... البتہ اگر شوہر کسی غیر شرعی کام کا کہے، مثلاً پردے سے روکے تو اللہ و رسول کے حکم کے خلاف کسی کا حکم قابلِ قبول نہیں۔

3) جائز کاموں میں جائز طریقے سے شوہر کو خوش کرنا بیوی کی ذمہ داری بھی ہے اور گھر کا حُسن بھی۔ شوہر کو اذیّت دینا کتنی سخت بات ہے؟ اِس کا اندازہ سیدنا مُعاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روایت کردہ ارشادِ مصطفوی سے کیجیے: "کوئی عورت اپنے شوہر کو دُنیا میں ستاتی ہے تو اُسے جنّت میں ملنے والی حُورِ عین کہتی ہیں: لَا تُؤْذِيهِ قَاتَلَكِ اللهُ! فَإِنَّمَا هُوَ عِنْدَكِ دَخِيلٌ يُوشِكُ أَنْ يُفَارِقَكِ إِلَيْنَا۔ یعنی "خدا تجھے غارت کرے، اِسے اذیت نہ دے! یہ تیرے پاس مہمان ہے، عن قریب تجھے چھوڑ کر ہماری طرف آجائے گا۔"

(جامع ترمذی، حدیث: 1174۔ مسند احمد، حدیث: 22101، صحیح لغیرہٖ)

4) شوہر کے مال اور اُس کی عزت کی حفاظت کرنا، یوں ہی ہر بات میں اُس کی خیر خواہی کرنا بیوی کے بنیادی فرائض میں سے ہے۔

5) شرعی تقاضا ہے کہ خاتون اپنے شوہر کی تعظیم کرے اور بے ادبی والا انداز نہ اپنائے، مثلاً شوہر کو نام لے کر نہ پکارے۔

6) یہ بھی ضروری ہے کہ بیوی کسی سے بھی بلاوجہ شوہر کی شکایت نہ کرے، بلکہ بہتر ہے کہ وجہ ہو تو بھی صبر کرے اور شکایت سے بچے۔

7) بیوی کو شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہَر جانے کی اجازت نہیں، تاہم ہفتے میں ایک مرتبہ والدین کو ملنے جاسکتی ہے، مگر رات شوہر کے پاس ہی گزارے... اُن کے پاس بھی شوہر سے اجازت لے کر ہی جائے تو برکتیں سمیٹے گی۔

8) شوہر ناراض ہو تو بیوی پر لازم ہے کہ منّت سَماجت کرکے اُسے راضی کرے۔[1]

---

[1] مزید معلومات کے لیے دیکھیے فتاوٰی رضویہ، ج:24، ص:371، مسئلہ:146۔ بہارِ شریعت، ج:2(الف)، ص:99تا101، مکتبۃ المدینہ

حرفِ آخر: نکاح کی مُروَّجہ رُسومات اور اسلامی تعلیمات

جانور کسی قاعدہ وضابطہ کے پابند نہیں ہوتے، وہ اپنی مرضی سے کھاتے پیتے، سوتے جاگتے اور زندگی گزارتے ہیں... یہ انسان کا اِعزاز ہے کہ اُسے جانوروں کی طرح آزاد نہیں چھوڑا گیا، بلکہ دین وشریعت کا پابند بنایا گیا ہے۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ جو چیز انسان کا اِعزاز ہے بعض اوقات بندہ اپنی نادانی کی وجہ سے اُسے اپنے لیے بوجھ سمجھنے لگتا ہے اور چاہتا ہے کہ اُسے اپنی مرضی و مَن مانی کرنے کی اجازت مل جائے۔

ہمیں اپنے اندر اِس بات کا شعور بیدار کرنا چاہیے کہ نکاح ہو یا زندگی کا کوئی بھی معاملہ... شریعت کی پابندی اعزاز بھی ہے اور دونوں جہان میں کامیابی کا راز بھی۔

اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان فرماتے ہوئے ہمارے لیے بیویاں پیدا فرمائی ہیں اور وہ اپنے فضل سے اُن کے ذریعے اولاد عطا کرتا ہے، وہ بندہ کتنا احمق ہے جو اللہ تعالیٰ کا یہ احسان حاصل کرے اور اِسی میں اُس کی نافرمانی بھی کرے!

باری تعالیٰ نے اپنے احسان کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَحَفَدَةً وَّرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ... "اللہ نے تمہارے لیے تمہاری جنس سے بیویاں پیدا فرمائیں اور تمہارے لیے تمہاری بیویوں سے بیٹے، پوتے اور نواسے پیدا کیے اور تمہیں پاکیزہ چیزوں سے رزق عطا فرمایا۔۔۔" [النحل 72:16]

نکاح سے متعلق دینی تقاضوں پر عمل کا شعور بیدار کرنے کے لیے آخری دو خطبات میں اِس حوالے سے قرآن وسنت کی روشنی میں گفتگو کی گئی۔ چند اہم نکات یہ ہیں:

1) اگر کوئی شرعی رُکاوٹ نہ ہو، یعنی لڑکا / لڑکی نکاح کی ذمہ داریوں کو اچھے طریقے سے نبھا سکتے ہوں اور مناسب رشتہ دستیاب ہو تو نکاح میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے۔

2) رشتے کی تلاش میں صحیح عقائد، دین داری اور حُسنِ اخلاق کو ترجیح دینی چاہیے۔ فقط حُسن وجمال، بڑے خاندان اور مال ودَولت پر نظر رکھنا جاہلانہ سوچ ہے۔

3) سب سے بڑی برکت اُس نکاح میں ہوتی ہے جسے بوجھ نہ بنایا جائے؛ لہٰذا فضول خرچی، بھاری جہیز، بے جا اور خلافِ شریعت رسموں سے مکمل طور پر اجتناب کرنا چاہیے۔

4) نکاح کرنے والے کو یہ باتیں ملحوظ رکھنی چاہییں:

i. نیت رکھے کہ نکاح کے ذریعے ایک شرعی حکم کو پورا کر رہا ہوں، جس سے اللہ تعالیٰ خوش ہو گا اور رسولِ کریم ﷺ کی نگاہِ عنایت نصیب ہو گی۔

ii. یہ مقصد بھی ہو کہ اللہ تعالیٰ نعمتِ اولاد سے نوازے گا تو مَیں اُس کی اچھی پرورِش اور دینی تربیت کروں گا، یوں وہ میری بخشش و مغفرت کا ذریعہ بنے گی۔

iii. یہ بات بھی پیشِ نظر ہو کہ فطری تقاضے کو شرعی طریقے سے پورا کرلوں گا؛ تاکہ آنکھیں بھی بد نگاہی سے محفوظ رہیں اور کردار بھی گناہ کی نَجاست سے پاک رہے۔

5) دینِ متین نے یہ سوچ عطا کی ہے کہ مَرد کو بہترین شوہر اور عورت کو مثالی بیوی بننا چاہیے۔ شوہر گھر کا سربراہ ہے اور بیوی گھر کا ایک معزّز فرد ہے، دونوں کے حقوق متعیّن و واضح ہیں اور دونوں پر ایک دوسرے کے حقوق کا لحاظ رکھنا فرض ہے۔

6) اگر نکاح کے اسباب میسّر نہ ہوں تو قرآنِ مجید نے پاک دامن رہنے اور ہر طرح کی جنسی بے راہ روی سے بچنے کا حکم دیا ہے۔ ایسی صورت میں بُرے ماحول سے دُور رہنا، نگاہوں کی حفاظت کرنا اور روزوں وغیرہ سے نفسانی خواہشات کو دبانا بے حد ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ نے چاہا تو آئندہ جمعہ مبارک کے خطبہ میں اِس حوالے سے مزید کچھ باتوں کا تذکرہ کیا جائے گا۔

شرعی مسئلہ: نکاح صحیح ہونے کی شرائط میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ایجاب و قبول گواہوں کے سامنے ایک ہی مجلس / نشست میں ہو۔ چنانچہ آن لائن (کال وغیرہ کے ذریعے) نکاح صحیح نہیں، یعنی ایسا نہیں ہو سکتا کہ مَرد و عورت میں سے کوئی ایک دوسرے شہر یا بیرونِ ملک سے ایجاب یا قبول کرے؛ کیونکہ اِس صورت میں نشست ایک نہیں۔

اِس کی صحیح صورت یہ ہے کہ دوسری جگہ موجود شخص کسی بندے کو اپنا وکیل بنائے اور اُس کا وکیل مجلسِ نکاح میں اُس کی طرف سے ایجاب یا قبول کرے۔[1]

اللہ تعالیٰ ہمیں شریعتِ مطہرہ کے تمام احکام کو دل و جان سے تسلیم کرنے اور اُن پر عمل کرنے کی توفیقِ رفیق سے نوازے!

ربِّ کریم مغربی تہذیب کی بے راہ روِی و بے حیائی سے نوجوانوں کو محفوظ رکھے اور بے نکاحوں کے لیے نکاح کے اسباب پیدا فرمائے!

قادرِ مطلق اہلِ غزہ سمیت دُنیا بھر کے مظلوم مسلمانوں کی مدد فرمائے، امریکہ اسرائیل گٹھ جوڑ کے شر سے اُمّت کو محفوظ رکھے! اور اسرائیل کو تمام اتحادیوں سمیت نشانِ عبرت بنائے!

ربِّ کریم اہلِ پاکستان کو ہر قسم کی اندرونی و بیرونی سازشوں سے محفوظ رکھے، ملک کی تمام سرحدات کی حفاظت فرمائے! اِسے امن و سلامتی کا گہوارہ بنائے! اور تمام اربابِ اختیار کو اسلام کا خدمت گزار اور عوام کا خیر خواہ کردے! آمین بجاہِ النّبیِّ الکریم ﷺ!

---

[1] تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے: مجلہ النظامیہ، مئی 2016ء، ص: 43، ناشر: مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان

نوٹ: مجلہ النظامیہ کے تمام شمارہ جات اِس ویب سائٹ سے حاصل کیے جاسکتے ہیں: https://majallaalnizamia.vercel.app/